بیادگار شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس اللہ سرہ

جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار کا علمی ادبی دینی دعوتی اور اصلاحی ترجمان

سہ ماہی ندائے حسین کشن گنج

اپریل، مئی، جون ۲۰۲۴ء

ایڈیٹر

بلال احمد مولانا غیاث الدین قاسمی

3 Monthly Kishanganj
Nida-e-husaiN
April, May, June: 2024,Vol 08, Isu 31

جامعہ حسینیہ مدنی نگر فرنگورا کشن گنج بہار کی

تعمیری سرگرمیوں میں بھر پور حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

Share/Sqf.	Rupees	حصہ فی اسکوائرفٹ
1	1,000.00	1
5	5,000.00	5
10	10,000.00	10
25	25,000.00	25
50	50,000.00	50
100	1,00,000.00	100
500	5,00,000.00	500
1000	10,00,000.00	1000
6150	61,50,000.00	6150

ITEM	قیمت	سامان
Bricks	4,75,000.00	اینٹ
Cement	8,92,500.00	سمینٹ
Sand	1,44,000.00	بالو
Chips	3,60,000.00	گٹی
Steel	18,00,000.00	اسٹیل
Door & Window	8,00,000.00	دروازہ، کھڑکی
Grill Work	8,00,000.00	گریل
Labor Charge	14,01,400.00	مزدوری
Painting	6,25,000.00	پنٹینگ
Plumber Work	2,22,100.00	پلمبر سامان
Miscellaneous	70,000.00	متفرق
Total	61,50,000.00	ٹوٹل

SCAN WITH ANY UPI APP

BANK DETAILS:

Shaikhul Islam Educational And Welfare Trust
A/C 920020056472638
IFSC UTIB0001076
Axis Bank Kishanganj

Jamia Hussainia Madni Nagar
PNB Bank A/C No: 06961010000720
IFS Code PUNB 0069610

JAMIA HUSAINIA
Madni Nagar, Faringora, Ward No.-09, Kishanganj (Bihar)- 855107
9472477241, 9973014786, 9973918786
www.jamiah.in

دفتر ندائے حسین جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار ۸۵۵۱۰۷

دفتر ندائے حسین جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار ۸۵۵۱۰۷

Printed by: Aqusa Advertising

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس اللہ سرہ

جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار کا علمی ادبی دینی دعوتی اور اصلاحی ترجمان

سہ ماہی ندائے حسین کشن گنج

جلد ۸ شمارہ ۳۱

اپریل، مئی، جون ۲۰۲۴ء

زیر سرپرستی حضرت اقدس الحاج مولانا محمد غیاث الدین صاحب قاسمی مدظلہ

بانی و مہتمم جامعہ ہذا و خلیفہ مجاز فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحبؒ

مجلس مشاورت

حضرت مولانا و مفتی محمد جاوید اقبال صاحب صدر جمعیۃ علماء بہار

جناب الحاج مولانا عبدالحمید صاحب قاسمی صدر المدرسین جامعہ ہذا

جناب مولانا و مفتی محمد جنید صاحب مظاہری استاذ جامعہ ہذا

مولانا آصف الرحمان ندوی ناظم جامعہ صفۃ الاسلام رحمان نگر، ہریابارہ، ارریہ

مولانا امان اللہ امام و خطیب جامع مسجد بہادر گنج بازار

جناب مولانا جرار حسین صاحب بدری

مدیر مسؤل جناب مولانا محمد ریاض الدین صاحب قاسمی

ایڈیٹر

بلال احمد مولانا غیاث الدین قاسمی

استاذ جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج

رابطہ کا پتہ

Jamia Hussainia
Madni Nagar Firingura
Kishanganj (Bihar)855107

سالانہ زرتعاون	خصوصی زرتعاون
Rs: 150	Rs: 500

فی شمارہ Rs: 40

شائع کردہ

دفتر ندائے حسین جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار ۸۵۵۱۰۷

+91 9113721549
+91 9472477241

E-mail: nidaehusain@gmail.com / E-mail: skbilalahmad@gmail.com

فہرست مشمولات

شمار	مضامین	بقلم	صفحہ نمبر
۱	افتتاحیہ	مفتی بلال احمد	۳
۲	اداریہ،عقیدہ ختم نبوت	مفتی بلال احمد	۶
۳	قربانی کے احکام ومسائل	مفتی ولی حسن ٹونکیؒ	۹
۴	حج کے پانچ دن	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۲۴
۵	حج اور اتحاد امت	مولانا محمد اسرار الحق قاسمیؒ	۴۴
۶	اپیل وگذارش	ادارہ	۵۲

وضاحت: مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے۔

ندائے حسین: ایک دینی، دعوتی اور علمی پیغام ہے، اس کی اشاعت میں حصہ لے کر اس پیغام کو عام کرنے میں ہمارا تعاون کریں! آنلائن پڑھنے کے لیے www.jamiah.in پر لاگ ان کریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افتتاحیہ

قارئین باتمکین!

ہم جس دور میں جی رہے ہیں، یہ فتنوں کا دور ہے؛ آج اگر آپ پوری دنیا اور بالخصوص وطن عزیز پر طائرانہ نظر دوڑائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس وقت مسلمانوں پر چوطرفہ حملہ ہورہا ہے۔ ایک طرف فکری ونظریاتی یلغار ہے، تو دوسری جانب ہماری معیشت کی کمر توڑی جارہی ہے، سیاسی اعتبار سے ہمیں حاشیے پر لا کھڑا کردیا گیا ہے، تو کہیں تعلیم کے نام پر ہمیں مخصوص رنگ میں رنگنے کی محنتیں ہورہی ہیں، ارتداد کا فتنہ منہ کھولے کھڑا ہے، کبھی ہمیں بزور بازو اسلامی احکام پر عمل کرنے سے روکا جاتا ہے۔ ہماری تہذیب وثقافت حتی کہ ہمارے ضروریات دین پر بھی رکیک حملے کیے جارہے ہیں۔ چوک چوراہا ہو یا کوئی میلہ ٹھیلہ؛ ٹی وی ڈیبیٹ ہو، اخبارات کے سپید وسیاہ اوراق ہو یا سوشل میڈیا؛ الغرض ہر عوامی پلیٹ فارم پر ہمارے دین متین کو مسخ کرکے پیش کرنے اور اس کی افادیت کو گھٹانے کی بھرپور کوششیں کی جارہی ہیں۔ اور یہ سب کچھ ایک منظم اور مستحکم طریقے پر ہورہا ہے۔ اس وقت وطن عزیز میں اپنے تشخص اور کلچر کی حفاظت اور اسلامی تعلیمات کی بروقت درست ترویج، وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ جس کے لیے طویل مدتی منصوبہ بندی (long term planning) اور انتھک جدوجہد درکار ہے۔

آپ کے ہاتھ میں موجود رسالہ "ندائے حسین" کے ذریعے انہیں فکری ونظریاتی

یلغار کو روکنے اور صحیح اسلامی افکار کی ترویج دینے اور علمی، فکری مضامین اور دینی تعلیمات کو عام فہم زبان میں پیش کرنے کی ادنی سی کوشش کی جائے گی، ان شاءاللہ العزیز۔

اور ہماری یہ کوشش رہے گی کہ ملک وملت کے باصلاحیت افراد کے آراء و صالح افکار یکجا ایک گلدستے میں سجا کر آپ قارئین کی نذر کریں، تاکہ ان کی تجاویز سے ہم سب فائدہ اٹھائیں اور ہم سب ملکر اس طوفان بدتمیزی کا مقابلہ کریں اور بھنور میں پھنسی ملت بیضاء کی اس کشتی کو صحیح سلامت لبِ ساحل پہنچائیں۔

راقم السطور صدق دل سے اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اس مشن کو لیکر چلنا اور "ندائے حسین" کے معیار اور اس کی شاندار روایات کو قائم رکھنا کوئی آسان کام نہیں؛ خاص کر اس نو وارد کے لیے جسے اپنی کم مائیگی اور بے بضاعتی کا حد درجہ احساس ہے۔لیکن بڑوں کے حکم کی تعمیل اور مدد خداوندی کے بھروسے اپنے دوشِ ناتواں پر اس بھاری بھرکم بوجھ کو اٹھانے کا عزم کرلیا ہے۔

عشق میں تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

کیا آپ اپنی دعاؤں، مشوروں اور مضامین سے اس کمزور وناتواں کا کچھ تعاون نہیں فرمائیں گے؟ آپ سبھی سے گزارش ہے کہ ضرور ہمارا ساتھ دیں! اللہ آپ تمام کو سلامت باکرامت رکھے۔

علماء کرام اور دانشوران عظام سے خصوصی درخواست ہے کہ اپنی نگارشات، رشحات قلم، مضامین ومقالات بھیج کر ہماری مدد فرمائیں!

اور اہل ثروت مخیر حضرات سے بھی ایک گزارش ہے کہ رسالے کی طباعت و اشاعت میں مالی تعاون فرمائیں، تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ علماء کرام، مساجد کے ائمہ عظام، دینی مدارس اور مختلف ملی تنظیموں اور جماعتوں کو "ندائے حسین" تحفۃً بھیج سکیں اور اس رسالے کے ذریعے پیش کی جانے والی دینی فکر زیادہ سے زیادہ عام وتام ہوسکے۔

بندہ میدانِ ادارت کا نو وارد ہے، عین ممکن ہے کہ اس شمارے میں بہت سی خامیاں رہ گئی ہوں۔آپ سبھی سے درخواست ہے کہ اگر آپ کو کوئی کمی نظر آئے، تو ہمیں بھی اس سے مطلع فرمائیں تاکہ ہم اپنی کمیاں دور کرسکیں۔ جزاکم اللہ خیرا

ندائے حسین: ایک دینی، دعوتی اور علمی پیغام ہے، اس کی اشاعت میں حصہ لے کر اس پیغام کو عام کرنے میں ہمارا تعاون کریں!
آنلائن پڑھنے کے لیے www.jamiah.in پر لاگ ان کریں

اداریہ

عقیدۂ ختم نبوت

مسلمانوں کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے کہ زمانہ اور مرتبہ کے اعتبار سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ بلاکسی تاویل اور تخصیص کے آپ خاتم النبیین ہیں۔ نبیوں کی جو تعداد متعین تھی، آپ کی آمد سے وہ مکمل ہو چکی ہے۔ اب کسی بھی قسم کا کوئی نیا نبی کبھی بھی نہیں آئیگا۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کے سارے کمالات کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس طرح جمع فرما دیا ہے کہ اب کسی نئے نبی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

آپ علیہ السلام کے بعد جو شخص نبوت کا دعوی کرے یا خود دعویٰ تو نہ کرے، لیکن کسی اور کو نیا نبی مانے، تو ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے، وہ مسلمان نہیں ہے۔ کوئی تاویل و تخصیص اس بارے میں قابل قبول نہیں ہے۔

حتی کہ فقہاء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کوئی بد ذات نبوت کا دعوی کرتا ہے، تو اس سے اس نیت سے دلیل طلب کرنا کہ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی نبوت کے اثبات پر کوئی دلیل پیش کر دے، یہ بھی کفر ہے۔

اور عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا وہ بنیادی عقیدہ ہے کہ جس میں مسلمانوں کی کوئی دورائے نہیں ہے، روز اول سے یہ اتفاقی اور اجماعی مسئلہ رہا ہے۔ یہ عقیدہ اسلام کا اساسی عقیدہ اور ضروریات دین میں سے ہے۔ اس کا منکر دین اسلام سے خارج اور کافر ہے۔
یہ قرآن کریم کی کئی آیات اور بے شمار احادیث مبارکہ، نیز اجماع امت سے ثابت ہے۔

قادیانیوں (کافروں) کا عقیدہ

اس کے برخلاف ایک گروہ کا نظریہ یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آخری نبی نہیں ہیں آپ کے بعد بھی نبوت کا سلسلہ جاری ہے اور (نعوذ باللہ) مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کا نبی ہے۔ (بحوالہ روحانی خزائن)

ظاہر ہے کہ یہ اسلامی عقیدہ نہیں ہے، نہ ہی اس جماعت کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق ہے۔ پوری امت کا اتفاق رائے ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص دین اسلام سے خارج اور کافر ہے۔

گزارش:

یہ عقیدہ اس قدر واضح اور بدیہی ہے کہ اس سلسلے میں گفت وشنید کی ضرورت ہی نہیں، شروع دن سے تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے۔ لیکن کچھ ایمان فروشوں کی طرف سے اس عقیدے پر پیہم ڈاکہ زنی اور اہل اسلام کو گمراہ کرنے کی ناپاک سازشیں کی جا رہی ہیں، خود ہمارے علاقے میں بھی اس کا پرچار پرسار کرنے والے لوگ موجود ہیں۔ تو ضرورت محسوس ہوئی کہ غیرت مند اور اپنے دل میں عشقِ رسول کی کسک رکھنے والے ساتھیوں کو ساتھ لیکر اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے میدان عمل میں اترا جائے۔

اسی طرح ایک نیا فتنہ شکیلیت کا بھی، بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اس سے بھی عام مسلمانوں کے دین وایمان کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے۔

آپ کے محبوب ادارہ جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے یہاں شعبہ تحفظ ختم نبوت قائم کیا ہے۔ جس کا منشور ہی ایسے ایمان سوز افکار سے امت مسلمہ کی حفاظت کرنا ہے۔

آئیے ہم کاموں کو تقسیم کرلیں! کچھ کام ہم کریں اور کچھ آپ ہمارا تعاون فرمائیں!

(1) آپ کا پہلا کام یہ ہوگا کہ اگر کوئی شخص مسیح، مہدی، قیامت کی علامات اور علماء کی برائی، مہدی سے بیعت یا اس جیسی سنسنی خیز باتیں کرتا ہوا آپ کو نظر آئے، تو آپ سب سے پہلے زحمت فرما کر ہمیں اس سے ضرور آگاہ کریں!

(2) دوسری گزارش یہ ہے کہ ہفتے میں ایک دن شعبہ کا مبلغ آپ کے علاقے میں آئیں گے، آپ ان کا بھرپور ساتھ دیں، زیادہ سے زیادہ افراد جڑیں اور عام سے عام لوگوں تک یہ پیغام پہونچانے میں ہماری مدد کریں!

اللہ تعالیٰ ہر قسم کے فتنوں سے تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ اپنی معرفت، نبی علیہ السلام کی محبت اور ایمان پر خاتمے کی دولت؛ ہم تمام کو نصیب فرمائے۔ آمین

قربانی کے احکام ومسائل

مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ

عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے عشرۂ ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں، ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔“ (ترمذی، ابن ماجہ)

قرآن مجید میں سورۂ ”والفجر“ میں اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے اور وہ دس راتیں جمہور کے قول کے مطابق یہی عشرۂ ذی الحجہ کی راتیں ہیں۔ خصوصاً نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے اور عید کی رات میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے۔

تکبیر تشریق: ”أللّٰہ أکبر أللّٰہ أکبر لا إلٰہ إلا اللّٰہ و اللّٰہ أکبر أللّٰہ أکبر و للّٰہ الحمد“۔

نویں تاریخ کی صبح سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد بآوازِ بلند ایک مرتبہ مذکورہ تکبیر کہنا واجب ہے۔ فتویٰ اس پر ہے کہ باجماعت اور تنہا نماز پڑھنے والے اس میں برابر ہیں، اس طرح مرد وعورت دونوں پر واجب ہے، البتہ عورت بآوازِ بلند تکبیر نہ کہے، آہستہ سے کہے۔ (شامی)

عیدالاضحی کے دن مذکورہ ذیل امور مسنون ہیں:

صبح سویرے اُٹھنا، غسل و مسواک کرنا، پاک وصاف عمدہ کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہننا، خوشبو لگانا، نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا، عیدگاہ کو جاتے ہوئے راستہ میں بآوازِ بلند تکبیر کہنا۔

نمازِ عید

نماز عید دو رکعت ہیں۔ نماز عید اور دیگر نمازوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں ہر رکعت کے اندر تین تین تکبیریں زائد ہیں۔ پہلی رکعت میں ’’سبحانک اللّٰھم‘‘ پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأۃ کے بعد رکوع سے پہلے۔ ان زائد تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے ہیں۔ پہلی رکعت میں دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں، تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں۔ دوسری رکعت میں تینوں تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں، چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلے جائیں۔

☆...... اگر دورانِ نماز امام یا کوئی مقتدی عید کی زائد تکبیریں یا ترتیب بھول جائے، تو ازدہام کی وجہ سے نماز درست ہوگی، سجدۂ سہو بھی ضروری نہیں۔

☆...... اگر کوئی نماز میں تاخیر سے پہنچا اور ایک رکعت نکل گئی تو فوت شدہ رکعت کو پہلی رکعت کی ترتیب کے مطابق قضاء کرے گا، یعنی ثناء ’’سبحانک اللّٰھم‘‘ کے بعد تین زائد تکبیریں کہے گا اور آگے ترتیب کے مطابق رکعت پوری کرے گا۔

نمازِ عید کے بعد خطبہ سننا مسنون ہے۔ خطبہ سننے کا اہتمام کرنا چاہیے، خطبہ سے پہلے

اٹھنا درست نہیں ہے۔

فضائل قربانی

قربانی کرنا واجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد ہر سال قربانی فرمائی، کسی سال ترک نہیں فرمائی۔ جس عمل کو حضور ﷺ نے لگاتار کیا اور کسی سال بھی نہ چھوڑا ہو تو یہ اُس عمل کے واجب ہونے کی دلیل ہے۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ نے قربانی نہ کرنے والوں پر وعید ارشاد فرمائی۔ حدیث پاک میں بہت سی وعیدیں ملتی ہیں، مثلاً: آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ جو قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ علاوہ ازیں خود قرآن میں بعض آیات سے بھی قربانی کا وجوب ثابت ہے۔

جو لوگ حدیث پاک کے مخالف ہیں اور اس کو حجت نہیں مانتے، وہ قربانی کا انکار کرتے ہیں، ان سے جو لوگ متأثر ہوتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ پیسے دے دیئے جائیں یا یتیم خانہ میں رقم دے دی جائے، یہ بالکل غلط ہے، کیونکہ عمل کی ایک تو صورت ہوتی ہے، دوسری حقیقت ہے، قربانی کی صورت یہی ضروری ہے، اس کی بڑی مصلحتیں ہیں، اس کی حقیقت اخلاص ہے۔ آیت قرآنی سے بھی یہی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

قربانی کی بڑی فضیلتیں ہیں۔ مسند احمد کی روایت میں ایک حدیث پاک ہے، حضرت زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ: یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قربانی تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس

کے ایک ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے۔اون کے متعلق فرمایا: اس کے ایک ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قربانی کے دن اس سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں، قیامت کے دن قربانی کا جانور سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ لایا جائے گا اور خون کے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں قبولیت کی سند لے لیتا ہے، اس لیے تم قربانی خوش دلی سے کرو۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں: قربانی سے زیادہ کوئی دوسرا عمل نہیں، الایہ کہ رشتہ داری کا پاس کیا جائے۔(طبرانی) رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ سے ارشاد فرمایا کہ: تم اپنی قربانی ذبح ہوتے وقت موجود رہو، کیونکہ پہلا قطرہ خون گرنے سے پہلے انسان کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

قربانی کی فضیلت کے بارے میں متعدد احادیث ہیں، اس لیے اہل اسلام سے درخواست ہے کہ اس عبادت کو ہرگز ترک نہ کریں جو اسلام کے شعائر میں سے ہے۔اور اس سلسلہ میں جن شرائط وآداب کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے، اُنہیں اپنے سامنے رکھیں اور قربانی کا جانور خوب دیکھ بھال کر خریدیں۔

قربانی سے متعلق مسائل آئندہ سطور میں درج کیے جا رہے ہیں:

مسائل قربانی

مسئلہ نمبر:۱......جس شخص پر صدقۂ فطر واجب ہے، اُس پر قربانی بھی واجب ہے۔

☆......یعنی قربانی کے تین ایام (۱۰،۱۱،۱۲/ذو الحجہ) کے دوران اپنی ضرورت سے زائد اتنا مال یا اشیا جمع ہو جائیں کہ جن کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو تو اس پر قربانی لازم ہے، مثلاً: رہائشی مکان کے علاوہ کوئی مکان ہو، خواہ تجارت کے لیے ہو یا نہ ہو، اسی طرح ضروری سواری کے طور پر استعمال ہونے والی گاڑی کے علاوہ گاڑی ہو تو ایسے شخص پر بھی قربانی لازم ہے۔

مسئلہ نمبر:۲......مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

مسئلہ نمبر:۳......قربانی کا وقت دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کی شام تک ہے، بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہو جانے کے بعد درست نہیں، قربانی کا جانور دن کو ذبح کرنا افضل ہے، اگرچہ رات کو بھی ذبح کر سکتے ہیں، لیکن افضل بقرہ عید کا دن، پھر گیارہویں اور پھر بارہویں تاریخ ہے۔

مسئلہ نمبر:۴......شہر اور قصبوں میں رہنے والوں کے لیے عید الاضحی کی نماز پڑھ لینے سے قبل قربانی کا جانور ذبح کرنا درست نہیں ہے۔دیہات اور گاؤں والے صبح صادق کے بعد فجر کی نماز سے پہلے بھی قربانی کا جانور ذبح کر سکتے ہیں۔اگر شہری اپنا جانور قربانی کے لیے دیہات میں بھیج دے تو وہاں اس کی قربانی بھی نمازِ عید سے قبل درست ہے اور ذبح کرانے کے بعد اس کا گوشت منگوا سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر:۵......اگر مسافر مالدار ہو اور کسی جگہ پندرہ دن قیام کی نیت کرے، یا بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے گھر پہنچ جائے، یا کسی نادار آدمی کے پاس بارہویں تاریخ کو غروبِ شمس سے پہلے اتنا مال آجائے کہ صاحب نصاب ہو جائے تو ان

تمام صورتوں میں اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے۔

☆...... نیز اگر مسافر مالدار ہو، دورانِ سفر قربانی کے لیے رقم بھی ہو اور وہ پندرہ دن سے کم عرصہ کے لیے رہائش پذیر ہونے کے باوجود بآسانی قربانی کرسکتا ہو تو قربانی کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر:۶...... قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا زیادہ اچھا ہے، اگر خود ذبح نہ کرسکتا ہو تو کسی اور سے بھی ذبح کرا سکتا ہے۔

☆...... بعض لوگ قصاب سے ذبح کراتے وقت ابتداءً خود بھی چھری پر ہاتھ رکھ لیا کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ قصاب اور قربانی والے دونوں مستقل طور پر تکبیر پڑھیں، اگر دونوں میں سے ایک نے نہ پڑھی تو قربانی صحیح نہ ہوگی۔ (شامی، ج:۶،ص:۳۳۴)

مسئلہ نمبر:۷...... قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا ضروری نہیں، دل میں بھی پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر:۸...... قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت اس کو قبلہ رخ لٹائے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے: ”إِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِیْفاً وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ إِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ أَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ“۔ اس کے بعد ”بسم اللہ اللّٰہ أکبر“ کہہ کر ذبح کرے۔ (کذا فی سنن ابی داؤد)

ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے: ”أللّٰھم تقبّله منّی كما تقبّلت من حبیبک

محمد و خلیلک إبراهیم علیهما الصلوٰة و السلام“۔

مسئلہ نمبر:۹...... قربانی صرف اپنی طرف سے کرنا واجب ہے، اولاد کی طرف سے نہیں، اولاد چاہے بالغ ہو یا نابالغ، مالدار ہو یا غیر مالدار۔

مسئلہ نمبر:۱۰...... درج ذیل جانوروں کی قربانی ہوسکتی ہے: اونٹ، اونٹنی، بکرا، بکری، بھیڑ، دُنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا۔ بکرا، بکری، بھیڑ اور دُنبہ کے علاوہ باقی جانوروں میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں، بشرطیکہ کسی شریک کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب قربانی کی نیت سے شریک ہوں یا عقیقہ کی نیت سے، صرف گوشت کی نیت سے شریک نہ ہوں۔

☆...... گائے، بھینس اور اُونٹ وغیرہ میں سات سے کم افراد بھی شریک ہوسکتے ہیں، اس طور پر کہ مثلاً چار آدمی ہوں تو تین افراد کے دو دو حصے اور ایک کا ایک حصہ ہو جائے۔ نیز اگر پورے جانور کو چار حصوں میں تقسیم کرلیں، یہ بھی درست ہے۔ یا یہ کہ دو آدمی موجود ہوں تو نصف نصف بھی تقسیم کرسکتے ہیں۔

☆...... اسی طرح اگر کئی افراد مل کر ایک حصہ ایصالِ ثواب کے طور پر کرنا چاہیں تو یہ بھی جائز ہے، البتہ ضروری ہے کہ سارے شرکا اپنی اپنی رقم جمع کر کے ایک شریک کو ہبہ کردیں اور وہ اپنی طرف سے قربانی کردے، اس طرح قربانی کا حصہ ایک کی طرف سے ہو جائے گا اور ثواب سب کو ملے گا۔

مسئلہ نمبر:۱۱...... اگر قربانی کا جانور اس نیت سے خریدا کہ بعد میں کوئی مل گیا تو شریک کرلوں گا اور بعد میں کسی اور کو قربانی یا عقیقہ کی نیت سے شریک کیا تو قربانی درست ہے اور

اگرخریدتے وقت کسی اورکو شریک کرنے کی نیت نہ تھی، بلکہ پورا جانور اپنی طرف سے قربانی کرنے کی نیت سے خریدا تھا تو اب اگر شریک کرنے والا غریب ہے تو کسی اورکو شریک نہیں کرسکتا اور اگر مالدار ہے تو شریک کرسکتا ہے، البتہ بہتر نہیں۔

☆......ایک جانور قربانی کرنے کے لیے خریدا اگر اس کے بدلے دوسرا حیوان دینا چاہے تو جائز ہے، مگر یہ لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ دوسرا حیوان کم از کم اسی قیمت کا ہو، اگر اس سے کم قیمت کا ہو تو زائد رقم اپنے پاس رکھنا جائز نہیں، بلکہ صدقہ کرنا ضروری ہے۔ ہاں! اگر زبانی طور پر جانور کو متعین نہ کیا ہو، بلکہ یہ ارادہ کیا ہو کہ اگر اچھی قیمت میں فروخت ہو رہا ہو تو فروخت کردیں گے۔ اس صورت میں اصل قیمت سے زائد رقم اپنے پاس رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ نمبر: ۱۲......قربانی کا جانور گم ہوا، اس کے بعد دوسرا خریدا، اگر قربانی کرنے والا امیر ہے تو ان دونوں جانوروں میں سے جس کو چاہے ذبح کرے، جب کہ غریب پر ان دونوں جانوروں کی قربانی واجب ہوگی۔ وضاحت: اگر کسی آدمی نے قربانی کے لیے جانور خریدا اور خریدنے کے بعد وہ جانور قربانی کرنے سے پہلے گم ہو جائے تو صاحب حیثیت آدمی پر قربانی کے لیے دوسرا جانور خریدنا ضروری ہے، کیونکہ اس پر قربانی شرعاً واجب تھی اور واجب ادا نہیں ہوا، جبکہ فقیر آدمی پر دوسرا جانور خریدنا اور قربانی کرنا لازم نہیں تھا، اس کے باوجود غریب نے دوسرا جانور بھی خرید لیا، اب اگر مالدار اور غریب ہر دو کا پہلا گم شدہ جانور مل جائے تو امیر پر صرف شرعی واجب (قربانی) کا ادا کرنا لازم ہے، جس جانور کو ذبح کردے کافی ہے، جب کہ غریب پر خود سے واجب کردہ جانوروں کی

قربانی کرنا لازم ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ امیر آدمی پر نصاب کی وجہ سے قربانی واجب تھی، اس نے وہ ادا کردی، اس کے حق میں جانور متعین نہیں ہوا تھا، اُسے اختیار ہے کہ جس جانور کو چاہے ذبح کردے، جبکہ غریب آدمی پر قربانی لازم نہیں تھی، غریب نے از خود جانور خرید کر اپنے پر قربانی کو لازم کرلیا اور جو جانور اس نے خریدا وہ بھی متعین ہوگیا، اب پہلا جانور جو غریب کے حق میں قربانی کے نام سے متعین ہو چکا، اگر وہ گم ہو جائے تو اس کے بدلے دوسری قربانی لازم نہ تھی، اس کے باوجود غریب نے دوسرا جانور خرید کر اپنے پر قربانی لازم کرلی، اس بنا پر فقیر آدمی پر دوسری قربانی بھی لازم ہوئی۔ لہٰذا غریب آدمی دونوں جانوروں کی قربانی کرے گا۔ بخلاف مالدار کے کہ اس پر صرف قربانی لازم ہے، جانور متعین نہیں ہے، دونوں جانوروں میں سے کسی ایک کی قربانی کردے تو کافی ہے۔

مسئلہ نمبر: ۱۳......قربانی کے جانور میں اگر کئی شرکاء ہیں تو گوشت وزن کرکے تقسیم کریں۔

مسئلہ نمبر: ۱۴......بھیڑ، بکری جب ایک سال کی ہو جائے، گائے، بھینس دو سال کی اور اونٹ پانچ سال کا تو اس کی قربانی جائز ہے، اگر اس سے کم ہے تو جائز نہیں۔ ہاں! دنبہ اور بھیڑ (نہ کہ بکرا) اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

☆......موجودہ دور میں جانوروں کو تول کر (وزن کرکے) خرید و فروخت کرنا بھی جائز ہے، ایسی قربانی بلاشبہ درست ہے۔

مسئلہ نمبر: ۱۵......قربانی کا جانور اگر اندھا ہو، یا ایک آنکھ کی ایک تہائی یا اس سے زائد روشنی جاتی رہی ہو، یا ایک کان ایک تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گیا ہو، یا دُم ایک

تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گئی ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔

☆......گائے اور بھینس کے دو تھن یا بکری کا ایک تھن خشک ہو چکا ہو یا پیدائشی طور پر نہ ہوں تو ایسے جانور کی قربانی بھی درست نہیں۔

مسئلہ نمبر:۱۶......اسی طرح اگر جانور ایک پاؤں سے لنگڑا ہے، یعنی تین پاؤں سے چلتا ہے، چوتھے پاؤں کا سہارا نہیں لیتا تو ایسے جانور کی قربانی بھی جائز نہیں۔ ہاں! اگر وہ چوتھے پاؤں سے سہارا لیتا ہے، لیکن لنگڑا کے چلتا ہے تو ایسے جانور کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ نمبر:۱۷......قربانی کا جانور خوب موٹا تازہ ہونا چاہیے، اگر جانور اس قدر کمزور ہو کہ ہڈیوں میں گودا بالکل نہ رہا ہو، تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔

☆......بعض لوگ موٹا تازہ جانور محض دکھلاوے یا ریا و نمود کے لیے خریدتے ہیں، ایسے لوگ قربانی کے ثواب سے محروم ہوتے ہیں، ان پر لازم ہے کہ وہ موٹا تازہ جانور تلاش کرتے ہوئے محض ثواب کی نیت کریں۔

مسئلہ نمبر:۱۸......اگر کسی جانور کے تمام دانت گر گئے ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر اکثر دانت باقی ہوں، کچھ گر گئے ہوں تو قربانی جائز ہے۔

☆......اگر کسی جانور کی عمر پوری ہو اور دانت نہ نکلے ہوں تو بھی قربانی ہو سکتی ہے، تاہم اس سلسلہ میں صرف جانوروں کے عام سوداگروں کی بات معتبر نہیں ہے، بلکہ یقین سے معلوم ہونا ضروری ہے یا یہ کہ خود گھر میں پالا ہوا جانور ہو تو اس کی قربانی کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ نمبر:۱۹......جس جانور کے پیدائشی کان ہی نہ ہوں، اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر:۲۰......اگر کسی جانور کے سینگ بالکل جڑ سے ٹوٹ چکے ہوں، اس طور پر

کہ دماغ اس سے متأثر ہوا ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں اور اگر معمولی ٹوٹے ہوں یا سرے سے سینگ ہی نہ ہوں، جیسے: اونٹ تو بلا کراہت جائز ہے۔

☆......اسی طرح گائے، بکری وغیرہ کے اگر پیدائشی سینگ نہ ہوں تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

مسئلہ نمبر:۲۱......خارش زدہ جانور کی قربانی جائز ہے، البتہ اگر خارش کی وجہ سے بے حد کمزور ہو گیا ہو تو پھر جائز نہیں۔

مسئلہ نمبر:۲۲......اگر قربانی کے جانور میں کوئی عیب پیدا ہوا جس کے ہوتے ہوئے قربانی درست نہ ہو تو مالدار شخص کے لیے یہ ضروری ہے کہ دوسرا جانور اس کے بدلے خرید کر قربانی کرے، غریب ہے تو اسی جانور کی قربانی کر سکتا ہے۔

☆......اگر قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے لیے گراتے ہوئے کوئی عیب پیدا ہو جائے، مثلاً: ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ جائے یا سینگ وغیرہ ٹوٹ جائے تو اس سے قربانی پر اثر نہیں پڑے گا، البتہ جانور کو گراتے وقت احتیاط کرنا چاہیے۔

مسئلہ نمبر:۲۳......قربانی کے گوشت میں بہتر یہ ہے کہ تین حصے کرے، ایک حصہ اپنے لیے رکھے، ایک حصہ اپنے رشتہ داروں کو دے اور ایک حصہ فقراء و مساکین کو دے، لیکن اگر سارے کا سارا اپنے لیے رکھے تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ نمبر:۲۴......قربانی کی کھال کسی کو خیرات کے طور پر دے یا فروخت کر کے اس کی قیمت فقراء کو دے، البتہ اگر کسی دینی تعلیم کے مدرسہ اور جامعہ کو دے دے تو سب سے بہتر ہے، کیونکہ علم دین کا احیاء سب سے بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر:۲۵......قربانی کی کھال کو اپنے مصرف میں بھی لایا جاسکتا ہے، اس طور پر کہ اس کا عین باقی رہے، مثلاً: مصلی بنائے یا رسی یا چھلنی بنائے تو درست ہے۔

مسئلہ نمبر:۲۶......قربانی کی کھال کی قیمت مسجد کی مرمت یا امام ومؤذن یا مدرس یا خادم کی تنخواہ میں نہیں دی جاسکتی، نہ اس سے مدارس کی تعمیر ہوسکتی ہے اور نہ شفاخانوں یا دیگر رفاہی اداروں کی۔

مسئلہ نمبر:۲۷......قربانی کی کھال قصائی کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔

☆......اگر کسی کی قربانی کی کھال چوری ہوگئی یا چھن گئی تو اُسے چاہیے کہ وہ کھال کی رقم صدقہ کردے، اگر استطاعت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، قربانی پر فرق نہیں پڑے گا۔

مسئلہ نمبر:۲۸......اگر قربانی کے تین دن گزر گئے اور قربانی نہیں کی تو اب ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کردے، اور اگر جانور خریدا تھا، مگر قربانی نہیں کی تو بعینہ وہی جانور خیرات کردے۔

مسئلہ نمبر:۲۹......ایصال ثواب کے لیے قربانی کا گوشت خود بھی کھاسکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلاسکتا ہے۔

مسئلہ نمبر:۳۰......اگر کسی شخص کے حکم کے بغیر اس کی طرف سے قربانی کی تو قربانی نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو اس کے حکم واجازت کے بغیر قربانی میں شریک کیا تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی، اسی طرح اگر حصہ داروں میں سے کوئی ایک صرف گوشت کی نیت سے شریک ہے تو کسی کی قربانی صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ نمبر:۳۱......قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دے سکتا ہے، البتہ کسی کو اجرت

میں نہیں دے سکتا۔

مسئلہ نمبر:۳۲......گابھن جانور کی قربانی صحیح ہے، اگر بچہ زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کردے۔ اور گوشت آپس میں تقسیم کرنے کی بجائے صدقہ کردیا جائے۔

☆......قربانی کے جانور کے بال کاٹنا یا دودھ دوھنا درست نہیں ہے، اگر کسی نے ایسا کیا تو اُسے صدقہ کرے، اگر بیچ دیا تو اس کی رقم کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

(بدائع، ج:۵، ص:۷۸)

مسئلہ نمبر:۳۳......جو شخص قربانی کرنا چاہے اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ یکم ذو الحجہ سے قربانی کا جانور ذبح ہونے تک نہ اپنے جسم کے بال کاٹے اور نہ ناخن۔

(ابوداؤد)

☆......البتہ اگر زیر ناف اور بغل کے بالوں پر چالیس روز کا عرصہ گزر چکا ہو تو ان بالوں کی صفائی کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر:۳۴......قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ تک بھی رکھ سکتا ہے۔

(ابوداؤد)

مسئلہ نمبر:۳۵......جانور ذبح کرنے کے لیے چھری خوب تیز ہونی چاہیے، تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔ (ابوداؤد)

مسئلہ نمبر:۳۶......اگر کوئی شخص اپنی قربانی کا گوشت سارا کا سارا کسی اور کو کھلا دے، خود کچھ بھی نہ کھائے تو ایسا کرسکتا ہے۔ (کتاب الآثار)

مسئلہ نمبر:۳۷......خصی جانور کی قربانی جائز، بلکہ افضل ہے، کیونکہ اس میں

دوسرے کی بہ نسبت گوشت زیادہ ہوتا ہے۔

مسئلہ نمبر: ۳۸......ذبح کرتے وقت تکبیر کے علاوہ کچھ اور نہیں کہنا چاہیے، مثلاً: **’’باسم اللہ تقبل من فلان‘‘**۔(کتاب الآثار)

مسئلہ نمبر: ۳۹......اگر کسی نے قربانی کی نذر مانی اور وہ کام ہوجائے تو قربانی واجب ہے، اس کے گوشت سے خود نہیں کھا سکتا، سارا فقراء اور مساکین کو کھلا دے۔

مسئلہ نمبر: ۴۰......اگر کسی شخص کی ساری یا اکثر آمدنی حرام کی ہو تو اس کو اپنے ساتھ قربانی میں شریک نہیں کرنا چاہیے۔ اگر شریک کیا تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔ ایسا شخص جس کی ساری کمائی حرام کی ہو، اس پر قربانی لازم نہیں، کیونکہ اس کا سارا مال واجب التصدق (بلانیتِ ثواب صدقہ کرنا ضروری) ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ حرام مال سے کسی کا صدقہ قبول نہیں فرماتے، بلکہ وہاں صرف پاکیزہ مال سے کیا ہوا صدقہ وخیرات قبول ہوتا ہے۔

مسئلہ نمبر: ۴۱......بکری کے علاوہ دوسرے کسی جانور میں تمام شرکاء اپنا اپنا حصہ تقسیم کئے بغیر فقراء کو دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

☆......البتہ اگر نذر کی قربانی ہو یا مرحوم کی وصیت کے تحت قربانی کر رہے ہیں تو پھر تقسیم سے پہلے کسی فقیر کو دینا درست نہیں۔

مسئلہ نمبر: ۴۲......کسی نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرے مال سے قربانی کی جائے تو اس قربانی کا سارا گوشت خیرات کرنا ضروری ہے، خود کچھ بھی نہ کھائے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو قربانی کی روح اور حقیقت سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

اور ہماری یہ ظاہری قربانی حقیقی قربانی کے لیے پیش خیمہ ہو اور ہم اس ظاہری ومادی قربانی کی طرح اللہ کے حکم پر اپنی جان کی قربانی کے لیے بھی ہمیشہ تیار رہیں۔

واللہ الموفق والمعین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ أجمعین

حج کے پانچ دن اور احکام ومسائل

بقلـــــــم:

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

صدر مسلم پرسنل لاء بورڈ

پہلا دن (۸/ذوالحجہ)

جن لوگوں نے حج افراد یا قران کا احرام باندھا ہو، وہ پہلے ہی سے حالت احرام میں ہوں گے۔ جو لوگ ''تمتع'' کا ارادہ رکھتے ہوں، ان کو آج احرام باندھ لینا ہے۔ احرام مکہ ہی سے باندھ لیں! جو لوگ سعی پہلے کرنا چاہتے ہوں، وہ آج طواف اور سعی کرلیں اور طواف میں رمل اور اضطباع کریں! اب طوافِ زیارت کے ساتھ ''سعی'' کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ''حج قران'' کرنے والوں کے لئے افضل طریقہ یہی ہے کہ حج سے پہلے ہی سعی کرلیں، افراد اور تمتع کرنے والوں کو حج کے بعد سعی کرنا افضل ہے۔ آج کل حج کے بعد اژدحام بہت بڑھ جاتا ہے اور حج سے پہلے نسبتاً کم ہجوم ہوتا ہے۔ اس لئے خواتین اور ضعیف و بیمار لوگ شریعت کی اس آسانی سے فائدہ اُٹھائیں تو کوئی حرج نہیں۔

احرام کے بعد اب تین کام کرنے ہیں:

(۱) نمازِ ظہر سے پہلے منیٰ پہنچنا۔

(۲) ۸/ذوالحجہ کو ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹/ذوالحجہ کی فجر کی نمازیں منیٰ میں

ادا کرنا جو لوگ منیٰ کو نکلنے سے کم از کم پندرہ دنوں پہلے مکہ مکرمہ آ گئے تھے، وہ منیٰ عرفات وغیرہ میں ظہر، عصر اور عشاء چار رکعت ادا کریں گے اور جو لوگ اتنے دنوں پہلے نہیں آسکے تھے وہ دو رکعت؛ البتہ اگر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں تو چار رکعت پوری کریں گے۔ (منحۃ الخالق علی البحر: ۲/۱۳۲)

(۳) ۸/ذوالحجہ کا دن گزار کر جو شب آئے، وہ منیٰ میں گزارنا۔

منیٰ میں قیام کے درمیان تلبیہ، ذکر، استغفار، تلاوت قرآن اور دُعا کی کثرت کرنی چاہئے اور زیادہ مشقت نہ ہو تو مسجد خیف میں نماز ادا کرنے کی سعی کرنی چاہئے۔ منیٰ میں تین رات یعنی (۸، ۹، ۱۰ ذوالحجہ) اور (۱۱، ۱۲/ذوالحجہ) کی درمیانی شب میں قیام کرنا مسنون ہے لیکن اگر کسی عذر کی وجہ سے منیٰ میں قیام نہیں کرسکے۔ مثلاً منیٰ کی جگہ تنگ پڑ جائے اور حدود منیٰ سے باہر قیام کی جگہ ملے تو کوئی کراہت نہیں؛ کیوں کہ عذر کی بناء پر منیٰ میں قیام کو ترک کیا جاسکتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے چرواہوں اور زمزم کے کنویں سے پانی پلانے والوں کو اجازت دی تھی کہ وہ منیٰ میں قیام نہ کریں، بلا عذر منیٰ کے قیام کو ترک کر دینا البتہ مکروہ ہے۔

دوسرا دن (۹/ذوالحجہ)

یہ حج کا اصل دن ہے، آج دن میں تین کام کرنے کے ہیں:

(۱) آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کے لئے نکلنا (۲) زوال کے بعد سے غروبِ آفتاب تک عرفات میں ٹھہرنا، (۳) اگر مسجد نمرہ میں جماعت سے نماز ادا کرنے

کاموقع ملے تو ظہر وعصر کو ایک ساتھ ادا کرنا۔

وقوفِ عرفہ کے ضروری مسائل

اس دن کے لئے خاص خاص ہدایات ومسائل یہ ہیں:

مِنیٰ سے عرفات آتے ہوئے تلبیہ اور ذکر کی کثرت رکھے۔

میدانِ عرفات جہاں سے شروع ہوتا ہے، آج کل بہت بڑے بورڈوں پر اس کی صراحت موجود ہے، اس کے اندر ہی وقوف کرنا چاہئے۔

۹/ذوالحجہ کو زوال سے ۱۰/ذوالحجہ کی طلوعِ صبح سے پہلے تک ایک لمحہ کے لئے بھی عرفات میں قیام یا گزر ہوگیا تو وقوفِ عرفہ کا فرض ادا ہوجائے گا، بہتر ہے کہ زوال ہی سے عرفہ میں رہے اور غروبِ آفتاب کے بعد ہی عرفہ سے نکلے، غروب سے پہلے نکلنا درست نہیں۔

میدانِ عرفات میں یوں تو کہیں بھی قیام کرسکتا ہے؛ مگر ”جبلِ رحمت“ کے قریب وقوف کرنا افضل ہے، بشرطیکہ سہولت ہو، خود مشقت اُٹھا کر یا دوسروں کو مشقت میں ڈال کر اس کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔

میدانِ عرفات سے متصل ”بطنِ عرنہ“ ہے، اس میں وقوف سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے، اس لئے یہاں وقوف نہ کرنا چاہئے، آج کل بورڈ پر نمایاں تحریروں کے ذریعہ اس مقام کو مشخص کردیا گیا ہے۔

بہتر ہے کہ وقوفِ عرفہ میں اپنی استطاعت کے بقدر دھوپ میں کھڑا ہو کر وقت گزارے، ویسے سایہ میں اور بیٹھ کر وقوف کرنے میں بھی قباحت نہیں۔

یہ دن دُعاؤں کے اہتمام اور ان کی قبولیت کا ہے؛ اس لئے اللہ کے سامنے خوب گڑگڑائے، روئے، رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرے، اپنی آخرت کے لئے، دنیا کے لئے، دوسرے اعزہ، رشتہ داروں اور اہلِ حقوق کے لئے، مسلمانانِ عالم اور عالم اسلام کے لئے خوب خوب دُعائیں کرے۔

موقع میسر ہو تو زوال سے پہلے غسل کرنا بھی بہتر ہے کہ اس سے طبیعت میں نشاط پیدا ہوتا ہے، بشرطیکہ اتنا پانی موجود ہو کہ آپ کے غسل کرنے کی وجہ سے دوسروں کو مشقت نہ ہو، عورتیں اگر حیض کی حالت میں ہیں تو بھی غسل کرلیں؛ البتہ یہ نظافت اور صفائی ستھرائی کے لئے ہے، اس غسل سے وہ پاک نہیں ہوجائیں گی۔

مسجد نمرہ میں نماز ادا کرنے کی کوشش کی جائے؛ بشرطیکہ اس کی وجہ سے اتنی مشقت نہ ہوجائے کہ اس کے بعد ذکر اور دُعا کرنے سے محروم ہوجائے۔

عرفات میں ظہر وعصر کی نماز جمع کرکے ادا کی جائے گی؛ بشرطیکہ جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہو، اگر جماعت میں شریک نہ ہوسکے، اپنے خیموں میں ادا کرے تو حنفیہ کے نزدیک دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر ادا کی جائیں گی۔

وقوفِ عرفہ میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا یا دُعائیں کرنا مکروہ ہے اور ان کے لئے اپنے خیموں میں ہی قیام بہتر ہے۔

عرفات میں آپ ﷺ سے یہ دُعائیں منقول ہیں:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (ترمذی، حدیث نمبر: ۳۵۸۵، باب دعاء یوم عرفة، کتاب الدعوات)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، نہ اس کا کوئی شریک ہے، اسی کے لئے ملک بھی ہے اور تمام تعریفیں بھی، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آپ ﷺ نے اس کو یومِ عرفہ کی بہترین دُعا قرار دیا ہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْراً وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْراً وَفِیْ بَصْرِیْ نُوراً اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَۃِ الْقَبْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَایَلِجُ فِی النَّھَارِ وَشَرِّ مَاتَحْصِبُ بِہِ الرِّیْحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّھْرِ۔ (تلخیص الحبیر: ۲/ ۲۵۴، حصن حصین: ۱۸۳)

اے اللہ! میرے دل، کان اور آنکھ کو نور سے معمور فرمادے، خداوندا! میرا شرح صدر فرمادے، میرے لئے میرے معاملہ کو آسانی فرما، میں دل کے وسوسوں، کاموں کی پراگندگی اور قبر کی آزمائش سے آپ کی پناہ کا خواستگار ہوں، الٰہا! میں دن میں آنے والے شر، ہوا کے ساتھ چلنے والے شر اور زمانہ کی ہلاکتوں کے شر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔

عرفات کی شام آپ ﷺ سے بہ کثرت یہ دُعاء کرنا منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَالَّذِی تَقُوْلُ وَخَیْراً مِمَّا نَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَکَ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ وَاِلَیْکَ مَاٰبِی وَلَکَ رَبِّیْ تُرَاثِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَۃِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ۔ (غنیۃ السالک: ۱۸۳)

اے اللہ! آپ کے لئے وہ سب تعریفیں ہیں، جو خود آپ نے فرمائی ہیں، اس

سے بہتر جو ہم کہہ سکیں، خداوندا! میری نماز، حج و قربانی، زندگی اور موت آپ ہی کے لئے ہے، آپ ہی میری پناہ گاہ ہیں اور آپ ہی کے لئے مرے بعد باقی رہ جانے والے ہیں، الٰہا! میں عذابِ قبر، وسوسۂ قلب اور معاملات کی پراگندگی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔

یہ چند دُعائیں تو خصوصیت سے اس موقع کے لئے منقول ہیں، ان کے علاوہ پورے دن اپنی ضروریات و حالات کے مطابق دُعا کرتے رہیں، (آسانی کے لئے کتاب کے آخر میں چند جامع دُعائیں اُردو ترجمہ کے ساتھ درج ہیں، ان کو بھی پڑھا جاسکتا ہے) عربی الفاظ یاد نہ ہوسکیں یا نہ پڑھ پائیں تو اُردو ترجمہ پڑھ لینا یا زبانی اس کا خلاصہ خدا کے حضور پیش کر دینا کافی ہے۔

۹/ ذوالحجہ کا دن گزار کر شب کے اعمال

۹/ ذوالحجہ کو آفتاب غروب ہونے کے بعد چار کام کرنے ہیں:

(۱) آفتاب ڈوبنے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کے لئے نکلنا، (۲) پوری شب بلکہ ۱۰/ ذوالحجہ کو طلوع آفتاب سے کچھ پہلے تک کے اوقات کا مزدلفہ میں گزارنا، (۳) مزدلفہ میں آکر ہی مغرب وعشاء کی نماز ادا کرنا اور عشاء کے وقت مغرب وعشاء کو جمع کرنا، (۴) مزدلفہ میں تینوں دنوں کی رمی کے لئے ۴۹ عدد کنکریاں چن لینا۔

وقوفِ مزدلفہ کے ضروری مسائل

بہتر ہے کہ نہ آفتاب ڈوبنے سے پہلے عرفات سے چلے، نہ آفتاب ڈوبنے کے بعد عرفات سے نکلنے میں تاخیر کرے۔

مُزْ دَلِفَہ میں ’’جبل قزح‘‘ کے قریب ٹھہرنا مستحب ہے۔

مزدلفہ کے راستہ میں نماز ادا نہ کرے، مزدلفہ پہنچے کے بعد عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء کو اس طرح جمع کرے کہ دونوں کے لئے ایک ہی اذاں دے، ایک ہی اقامت کہے اور دونوں نمازوں کے درمیان کوئی سنت یا نفل بھی نہ پڑھے، مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو جمع کرنے کے لئے جماعت شرط نہیں ہے، انفراداً نماز پڑھے، تب بھی دونوں نمازیں جمع کرکے پڑھی جائیں گی۔

اگر مزدلفہ پہنچنے میں اتنی دیر لگ جائے کہ فجر کا وقت شروع ہوجانے کا اندیشہ ہوتو راستہ میں ہی مغرب وعشاء ادا کرلی جائے۔

اس رات جاگنا، ذکر کرنا، تلاوت، تلبیہ، دُعاء اور نوافل کا اہتمام کرنا مسنون ہے۔

حنفیہ کے نزدیک وقوفِ مزدلفہ کا اصل وقت صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے، ان اوقات میں ایک لمحہ کے لئے بھی مزدلفہ میں وقوف کرلیا، یا مزدلفہ کے علاقہ سے گزرگیا تو ’’وقوفِ مزدلفہ‘‘ کا وجوب ادا ہوجاتا ہے۔

۱۰/ذوالحجہ کو اول وقت میں نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنی چاہئے اور آفتاب نکلنے سے پہلے تک یہ سلسلہ قائم رکھنا چاہئے۔ آج کل بعض لوگ جلدی کرتے ہیں، بغیر کسی عذر کے نصف شب کو یا فجر سے پہلے ہی نکل جاتے ہیں، بعض حضرات نمازِ فجر قبل از وقت ادا کرکے نکل جاتے ہیں، ان صورتوں میں حنفیہ کے نزدیک ’’وقوفِ مزدلفہ‘‘ کا ’’واجب‘‘ ادا نہیں ہوتا اور ’’دم‘‘ واجب ہوتا ہے، البتہ عورتوں، مریضوں، معذوروں، بہت ضعیف لوگوں اور ان سبھوں کے ساتھ ان کی مدد کرنے والوں کے

لئے گنجائش ہے کہ وہ نصف شب کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہوجائیں۔ (ردالمحتار: ۳/۵۲۹)

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اُم المومنین حضرت سوداءؓ کو نصف شب کے بعد مزدلفہ سے نکلنے کی اجازت دے دی تھی، (بخاری، حدیث نمبر: ۱۵۹۶) اسی طرح حضرت عباسؓ کو مکہ میں پانی پلانے کے نظم کے لئے اس کی اجازت مرحمت فرمائی تھی، (بخاری، حدیث نمبر: ۱۵۹۴۷) حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے بھی اسی طرح کا عمل منقول ہے۔

تیسرا دن (۱۰/ذوالحجہ)

۱۰/ذوالحجہ کو آپ کو چھ کام کرنے ہیں:

(۱) صبح طلوع ہونے سے اچھی طرح روشنی پھیل جانے تک مزدلفہ میں ٹھہرنا اور دُعاء میں مشغول رہنا، (۲) طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہوجانا دورکعت کے بقدر طلوع آفتاب سے پہلے نکل جائے، (فتح القدیر: ۲/۴۸۴) (۳) منیٰ میں آخری جمرہ (جس کو بڑا شیطان کہتے ہیں) پر سات کنکریاں مارنا، (۴) کنکری مارنے کے بعد قربانی کرنا، (۵) قربانی کرنے کے بعد مال منڈانا، (۶) مکہ جاکر طوافِ زیارت کرنا۔

رمی جمرات کے ضروری احکام

کنکری چنے کے دانے یا کھجور کی گٹھلی کے برابر ہونی چاہئے، بڑے ڈھیلے پھینکے جائیں تو اگرچہ رمی ہوجاتی ہے لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (بحر: ۲/۳۴۳)

کنکری مٹی، پتھر وغیرہ کی ہو یعنی زمین کی جنس سے ہو۔ (عنایہ مع الفتح: ۲/۴۸۶)

جوتے چپل کا پھینکنا کافی نہیں اور چوں کہ اس سے دوسروں کو اذیت پہنچ سکتی ہے، اس لئے ایسا کرنا مکروہ ہے۔

آج کل جمرہ کے چاروں طرف حصار بنا ہوا ہے، کنکری اس حصار کے اندر گرنی چاہئے، اگر اس سے پہلے ہی گر جائے، یا کسی آدمی کو لگ جائے، یا ستون کو لگ کر حصار کے باہر واپس آجائے تو کافی نہیں ہوگا۔

کنکری مارنے والے اور کنکری مارنے کی جگہ کے درمیان بہتر ہے کہ پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہو۔(بحر:۲/ ۳۴۳)

کنکری اگر احاطہ کے اندر صرف ڈال دی جائے تو رمی نہ ہوگی، پھینکنے کی کیفیت پائی جانی ضروری ہے۔(بحر:۲/ ۳۴۳)

رمی کے لئے کنکری کو کسی خاص طرح پکڑنا آپ ﷺ سے منقول نہیں ہے، ہجوم میں یہ طریقہ آسان ہے کہ انگوٹھے اور انگشت شہادت سے پکڑ کر پھینکے، اسی پر عمل کرنا چاہئے۔(فتح القدیر:۲/ ۴۸۷)

مسنون ہے کہ رمی سیدھے ہاتھ سے کی جائے۔(فتح القدیر:۲/ ۴۸۷)

ہر کنکری پھینکتے ہوئے ’’اللہ اکبر‘‘ کہنا چاہئے کہ مختلف صحابہ سے اس موقع پر یہی کہنا منقول ہے۔(ہدایہ مع الفتح:۲/ ۴۸۶) ہاں اگر ’’اللہ اکبر‘‘ کی جگہ ’’سبحان اللہ‘‘ یا ’’لا اِلٰہ الا اللہ‘‘ بھی پڑھ دے تو کافی ہے۔(فتح القدیر:۲/ ۴۸۶)

جوں ہی رمی شروع کرے، اب تک جو تلبیہ پڑھتا آیا تھا، وہ بند کردے۔

۱۰/ ذوالحجہ کو رمی کے بعد وہاں ٹھہر کر دُعا نہ کرنی چاہئے؛ کیوں کہ اس دن رسول

اللہ ﷺ سے یہاں پر دُعا کرنا ثابت نہیں ہے۔

۱۰/ ذوالحجہ کو صرف اسی آخری جمرہ کی رمی ہے، باقی اور جمرات کی رمی نہیں ہے۔

رمی جمرات کے اوقات

آج کل رمی میں بہت اژدحام ہو جاتا ہے، جانیں بھی جاتی ہیں؛ کیوں کہ لوگ ایک ہی وقت میں اُمڈ آتے ہیں؛ اس لئے مناسب ہے کہ حجاج ۱۰/ ذوالحجہ کی رمی کی بابت اوقات اپنے ذہن میں رکھیں اور ایسے وقت کا انتخاب کریں، جب اژدحام کم ہو۔

رمی جمرات کے وقت کی تفصیل یہ ہے:

فجر کا وقت شروع ہونے سے طلوع آفتاب تک رمی کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ طلوع آفتاب تا زوال آفتاب (۱۰/ ذوالحجہ) رمی کا مسنون وقت ہے۔ بعد زوال تا غروب آفتاب بلا کراہت جائز ہے۔ غروبِ آفتاب تا طلوع صبح (۱۱/ ذوالحجہ) کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ طلوع صبح سے آفتاب نکلنے تک اور آفتاب ڈوبنے کے بعد دوسرے دن کی فجر تک رمی کرنے میں بھی اس وقت کراہت ہے جب کہ کوئی عذر نہ ہو۔(فتح القدیر: ۲/ ۵۰۱)

آج کل جو اژدحام ہوتا ہے وہ خود ایک عذر ہے، لہٰذا اس کی وجہ سے ان اوقات میں رمی کرنی مکروہ نہیں ہے۔ عورتوں کے حق میں فقہاء نے اژدحام کے عذر ہونے کا صراحتاً ذکر کیا ہے۔(فتح القدیر:۲/ ۴۸۳)

لہٰذا ۱۰/ ذوالحجہ کو طلوع صبح سے ۱۱/ ذوالحجہ کی طلوع صبح تک کسی بھی وقت رمی

کرلینی چاہئے۔اگر ۱۰/ذوالحجہ کی رمی ۱۱/ذوالحجہ کی صبح ہونے تک بھی نہ کرپایا تو اب گیارہ کو آخری جمرہ پر ۱۰/ذوالحجہ کی سات کنکریاں بھی مارے اور تاخیر کی وجہ سے دم بھی دے، یعنی ایک بکری کی قربانی دے۔(ہدایہ مع الفتح:۲/۵۰۰)

جولوگ ۱۰/ذوالحجہ کو طلوع آفتاب سے زوال تک اژدحام کی وجہ سے رمی نہ کرسکیں اور زوال کے بعد یا غروب آفتاب کے بعد رمی کرنے پر قادر ہوں، اس کے لئے کسی کو نائب بنا کر رمی کرنا جائز نہیں، وہ ۱۱/ذوالحجہ کی صبح سے پہلے تک خود رمی کریں ۔اگر کوئی شخص خود رمی کرنے سے عاجز ہو، جیسے بہت بیمار، معذور، یا سن رسیدہ وضعیف ہو، یا کسی وجہ سے رمی کرنا اس کے لئے سخت دشوار ہو تو ایسے شخص کی طرف سے نیابتاً دوسرا آدمی رمی کرسکتا ہے۔ **سواء رمی بنفسه او لغیره عند عجزه عن الرمی بنفسه**۔(بدائع الصنائع:۲/۱۳۷)

رمی سے عاجز ہونے کی دوصورتیں ہیں، ایک یہ کہ ہاتھ سے کنکری پھینکنے کی بھی طاقت نہیں ہو۔دوسری یہ کہ کنکری پھینک سکتا ہو؛ لیکن جمرات تک پیدل نہ جاسکتا ہو اور سواری میسر نہ ہو۔(المدونۃ الکبریٰ:۱/۳۲۶)

آج کل صورتِ حال یہی ہے، اژدحام کی وجہ سے سواری یا وھیل چیئر کو جمرات تک لے جانے کی ممانعت ہے اور خیموں سے جمرات کا فاصلہ بھی بہت زیادہ ہے، اس لئے جولوگ واقعی اتنا نہیں چل سکتے، وہ دوسرے کو نائب بناسکتے ہیں، لیکن صرف سستی اور آسانی کے لئے ایسا کرنا درست نہیں۔

قربانی کے ضروری احکام

حج قران اور حج تمتع کرنے والوں پر قربانی واجب ہے اور حج افراد کرنے والوں کے لئے مستحب ہے۔

قربانی بکرے یا دنبہ کی بھی کی جاسکتی ہے اور گائے، اونٹ وغیرہ میں بقرعید کی قربانی کی طرح حصہ بھی لیا جاسکتا ہے۔(بحر:۲/۳۵۹)

حج اور دَم کی قربانی حدودِ حرم ہی میں کی جانی ضروری ہے، منیٰ میں اس کے لئے قربان گاہ بنی ہوئی ہے، مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ میں بھی قربانی کا نظم ہے، وہاں بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔

اگر کسی شخص نے حج قران یا تمتع کیا، لیکن اتنی استطاعت نہیں کہ قربانی کرسکے تو اس کو ۹/ذوالحجہ تک تین روزے رکھ لینے چاہئیں، بہتر ہے کہ یہ روزے ۷، ۸، ۹ کو رکھے جائیں، تاہم شوال شروع ہونے اور احرام باندھ لینے کے بعد ۹/ذوالحجہ تک کبھی بھی تین روزے رکھ لے کافی ہے، یہ تین روزے تو حج سے پہلے کے ہیں، اس کے علاوہ سات روزے ۱۳/ذوالحجہ کے بعد رکھنے ہیں، چاہے حرم میں رکھ لے یا گھر واپس آنے کے بعد، وقت اور مقام کی کوئی قید نہیں۔(ہدایہ مع الفتح:۲/۵۳۰) اگر روزے نہ رکھ پایا کہ ۱۰/ذوالحجہ کی تاریخ آگئی تو اب قربانی ہی ضروری ہے، روزے رکھنا کافی نہیں۔

حج کی یہ قربانی ۱۰/سے ۱۲ ذوالحجہ تک کی جاسکتی ہے؛ البتہ دم والی قربانی کبھی بھی دی جاسکتی ہے۔

آج کل ''شرکۃ الراجحی'' کی طرف سے قربانی کا نظم کیا گیا ہے، اس کے لئے ٹوکن فروخت کر دیا جاتا ہے اور اس کی طرف سے یہ ادارہ قربانی کر دیتا ہے اور قربانی کا وقت مقرر کر دیتا ہے، اس سے فائدہ اُٹھانے کی گنجائش ہے؛ البتہ ادارہ یہ سہولت دیتا ہے کہ اگر دس آدمیوں کا گروپ ہو تو وہ ایک شخص کو اپنی طرف سے وکیل بنا کر بھیجیں اور وہ خود جا کر سبھوں کی طرف سے قربانی کر دیں، یہ صورت اختیار کرنی بہتر ہے، بہت سے لوگ شخصی طور پر حجاج سے پیسے لیتے ہیں اور قربانی کرانے کا وعدہ کرتے ہیں، ان پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے اور خوب تحقیق کے بعد ہی ان کو پیسے دینے چاہئیں۔

بقرعید کی قربانی مسافر پر واجب نہیں ہوتی، مقیم پر واجب ہوتی ہے اور جو شخص ایک جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کی نیت کرلے، وہ مقیم شمار کیا جاتا ہے، لہٰذا اگر منیٰ کی روانگی سے پندرہ دنوں پہلے مکہ آگیا تھا اور وہیں مقیم تھا تو اس پر بقرعید کی قربانی بھی واجب ہوگی، خواہ وہیں دے یا اپنے ملک میں، اور اگر منیٰ کی روانگی سے پہلے ۱۵؍ دنوں سے کم کا قیام رہا، تو بقرعید کی قربانی واجب نہیں ہوگی؛ کیوں کہ وہ مسافر ہے۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ: ۲؍۴۶۵)

بال کٹانے کے ضروری مسائل

تمتع اور قران کرنے والوں کو قربانی کے بعد اور افراد کرنے والوں کو ۱۰؍ ذوالحجہ کی رمی کے بعد ہی بال کٹانا بہتر ہے، لیکن مزید بہتر ہے کہ ۱۲؍ ذوالحجہ کی شام تک احرام کی حالت کو قائم رکھے۔ (بحر: ۲؍۳۴۶)

سر کو یا تو مکمل مونڈانا چاہئے یا پورے سر سے اُنگلی کے پور کے بقدر کٹانا چاہئے، مونڈانے کی فضیلت زیادہ ہے، مونڈوانے والوں کو آپ نے تین بار دُعا دی ہے اور بال ترشوانے والوں کو ایک بار۔

احناف کے یہاں سر کے ایک چوتھائی حصہ کے بال کا مونڈانا یا تراشوانا کافی ہے، لیکن سنت کے خلاف ہے، سنت پورے سر کے بال مونڈانا یا تراشوانا ہے۔ (ہدایہ مع الفتح: ۲؍۴۹۰) اور اسی میں احتیاط ہے، کیوں کہ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک پورے سر کا بال کٹانا واجب ہے اور رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اس سے کم بال مونڈانے یا کٹانے کا کوئی ثبوت موجود نہیں، اس لئے زینت کے جذبہ کے تحت پورا سر نہ مونڈوانا ہرگز مناسب نہیں، ایک مسلمان کو حج وعمرہ کی سعادت حاصل ہو اور وہ اپنی خواہش کی اتنی بھی قربانی نہ دے سکے، یہ افسوسناک ہے۔

کسی کے سر میں بال نہ ہوں تو یوں ہی سر پر اُسترا پھیر لینا چاہئے۔ (عنایہ علی الہدایہ: ۲؍۴۹۰)

مستحب ہے کہ سر مونڈانے کے بعد ناخن اور مونچھ کی بھی اصلاح کرلے۔ (بحر: ۲؍۳۴۶)

عورتیں اپنے چوٹی کے کنارے سے ایک انگلی کے بقدر بال کاٹ لیں۔

رمی اور قربانی کے بعد مُحرِم اپنا بال خود بھی کاٹ سکتا ہے۔ (بحر: ۲؍۳۴۶)

دوسرے محرم جو ان افعال کو پورے کرچکے ہوں کے بال بھی کاٹ سکتا ہے۔ عورتوں کو

خاص طور پر یہ مسئلہ یاد رکھنا چاہئے کہ رمی وقربانی کے بعد خود بال کاٹ لیں یا شوہر یا مُحرِم رشتہ دار سے کٹوائیں، غیر محرم لڑکے جو قینچی لئے کھڑے رہتے ہیں، ان سے بال کٹانا جائز نہیں۔

بال کٹانے کے بعد احرام ختم ہو جاتا ہے، اب سلے ہوئے کپڑے اور خوشبو وغیرہ کا استعمال جائز ہے، صرف بیوی اب بھی حرام ہے۔

طوافِ زیارت

۱۰/ذوالحجہ کا ایک اہم عمل طوافِ زیارت ہے، یہ فرض ہے، یہ طواف ۱۰/ذوالحجہ کی طلوعِ صبح سے ۱۲/ذوالحجہ کو غروبِ آفتاب سے پہلے تک کر سکتے ہیں، البتہ اگر دشواری نہ ہو تو افضل ۱۰/ذوالحجہ کو طواف کرنا ہے۔(بحر:۲/۳۴۷)

اگر ۱۲/ذوالحجہ کو غروبِ آفتاب تک بھی طواف نہ کر پایا، تو اس کے بعد بھی کر سکتا ہے؛ لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہو جائے گا اور اس کا یہ فعل مکروہ بھی ہوگا۔(ہدایہ:۲/۴۹۷) البتہ امام ابوحنیفہؒ کے دونوں ممتاز شاگرد امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نیز امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک تاخیر کی وجہ سے دم واجب نہیں ہوگا اس لئے حجاج کو چاہئے کہ ۱۲/ذوالحجہ کی شام تک طواف کر لیں۔

طوافِ زیارت میں بھی سات طواف کرنا ہے، اگر احرام کے لباس میں ہو تو اضطباع کرے گا، یعنی دائیں مونڈھے کو کھلا رکھتے ہوئے اس کے نیچے سے چادر نکال کر بائیں مونڈھے کے اوپر رکھے گا، ابتدائی تین چکر میں رمل کرنا ہے، طواف کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنی ہے، پھر سات دفعہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنی ہے جو صفا سے

شروع ہوگی اور مروہ پر ختم۔

حج اِفراد یا حج قران کرنے والے حاجی نے طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کر لی تھی، یا حج تمتع کرنے والے حاجی نے حج کا احرام باندھنے کے بعد کوئی نفل طواف کر کے اس کے ساتھ سعی کر لی، تو اب طوافِ زیارت کے ساتھ سعی واجب نہیں اور نہ طواف میں ''رمل'' اور ''اضطباع'' کرے گا۔(ہدایہ مع الفتح:۲/۴۹۴)

آج کل چوں کہ اژدحام بہت بڑھ جاتا ہے، اس لئے حج تمتع کرنے والے حجاج ۷ یا ۸/ذوالحجہ کو احرام باندھ کر نفلی طواف کر کے اس کے ساتھ سعی کر لیں تو آسانی ہوگی۔

''طوافِ زیارت''، رمی، قربانی یا بال کٹانے سے پہلے بھی کیا جا سکتا ہے، ان تینوں کاموں کے پورے ہونے کے بعد ہی طواف کرنا ضروری نہیں۔(بحر:۲/۳۴۷)

طوافِ زیارت کا طریقہ وہی ہے، جو طواف کی دوسری صورتوں کا ہے۔

طوافِ زیارت کے بعد شوہر کے لئے بیوی بھی حلال ہو جاتی ہے۔

طوافِ زیارت حج کا نہایت اہم رکن ہے، اگر کوئی شخص طواف کئے بغیر گھر چلا گیا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس وقت تک اس پر اس کی بیوی حرام رہے گی، جب تک کہ دوبارہ حرم شریف آ کر طواف نہ کر لے اور تاخیر کی وجہ سے دَم الگ واجب ہوگا۔

خواتین اگر دسویں تاریخ کو ماہواری کی حالت میں تھیں اور بارہویں یا اس کے بعد بھی ماہواری آتی رہی تو ان کے لئے خصوصی رعایت ہے کہ جب پاک ہوں، طوافِ زیارت کر لیں۔ اگر دسویں تاریخ کو اتنا مناسب وقت مل گیا کہ اس میں وہ طواف

کر سکتی تھیں، مگر بلا عذر نہ کیا اور ماہواری شروع ہوگئی، یا بارہویں تاریخ کو ماہواری بند ہوگئی اور طواف کے لئے مناسب وقت موجود تھا، مگر بلا عذر طواف نہ کیا اور بارہ تاریخ گزر گئی تو پاک ہونے کے بعد طواف بھی کرنا ہوگا اور بلا عذر تاخیر کرنے کی وجہ سے دَم بھی واجب ہوگا۔(بحر:۲/۳۴۸)

اس سلسلہ میں مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: ’’خواتین سے متعلق احکام‘‘

اگر کسی شخص نے طوافِ زیارت نہیں کیا؛ لیکن ’’طوافِ وداع‘‘ کرلیا تو یہی طوافِ زیارت بن جائے گا؛ البتہ طواف وداع نہ کرنے پر دَم واجب ہوگا۔(درمختار:۲/۲۰۶)

قابل توجہ بات

احناف کے یہاں ۱۰/ذوالحجہ کے افعال رمی، قربانی اور بال کٹانے میں واجب ہے کہ ان کو اسی ترتیب سے انجام دیا جائے، اگر ان میں سے بعد کے کام کو پہلے کرلیا جائے، مثلاً رمی سے پہلے قربانی کرلی، یا قربانی سے پہلے بال کٹالیا، تو دَم واجب ہوجاتا ہے؛ لیکن آج کل اژدحام اور قربان گاہ کی دوری کی وجہ سے علماءِ ہند کی رائے ہے کہ اگر مشقت ہوتو ترتیب کی رعایت ضروری نہیں ہے، جیسا کہ دوسرے فقہاء، اور حنفیہ میں امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کا مسلک ہے، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا اور ادارۃ المباحث الفقہیہ نے علماء کے اجتماع میں باتفاق رائے یہی فیصلہ کیا ہے۔(اہم فقہی فیصلے:۱۲۰)

پھر بھی اگر ترتیب کی رعایت ہوتو بہتر ہے، البتہ اس پر اتفاق ہے کہ ’’طوافِ زیارت‘‘ میں ترتیب نہیں، وہ ان تینوں کاموں سے پہلے بھی کیا جاسکتا ہے، اس کے بعد

بھی اور درمیان میں بھی، البتہ رمی سے پہلے اور قران وتمتع کرنے والے کے لئے قربانی سے پہلے طوافِ زیارت مکروہ ہے۔(درمختار:۲/۲۰۸)

چوتھا دن (۱۱/ذوالحجہ)

۱۱/ذوالحجہ کو منیٰ میں دُعا اور ذکر کا اہتمام کرنا چاہئے، شب منیٰ میں گزارنی چاہئے کہ یہ سنت ہے، اس دن کا خصوصی عمل تینوں جمرات پر رمی کرنی ہے، ترتیب یہ ہوگی کہ پہلے جمرۂ اولیٰ پر، پھر درمیانی جمرہ پر اور آخر میں آخری جمرہ پر رمی کی جائے، منیٰ سے مکہ کی طرف آتے ہوئے پہلے جو جمرہ ملتا ہے، وہ ’’اولیٰ‘‘ ہے، اس کے بعد ’’وسطیٰ‘‘ ہے اور مکہ کی طرف سے پہلا جمرہ ’’جمرۂ عقبہ‘‘ ہے، آج کل ان جمرات پر بہت نمایاں بورڈ لگے ہوئے ہیں، ہر جمرہ پر سات کنکریاں اسی طرح سے پھینکنی ہیں، جس طرح سے کہ کل آخری جمرہ پر پھینکی گئی تھیں، البتہ آج پہلے اور درمیانی جمرہ پر رمی کے بعد کنارے ہوکر تھوڑی دیر دُعاء کرنی ہے، آخری جمرہ (جمرۂ عقبہ) پر رمی کے بعد دُعا نہیں کرنی ہے۔

آج رمی کے اوقات اس طرح ہیں:

طلوع صبح تا زوال آفتاب: امام ابوحنیفہؒ کے ایک قول کے مطابق اس وقت ۱۱، ۱۲/ذوالحجہ کو بھی رمی کی جاسکتی ہے؛ البتہ بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔(فتح القدیر: ۲/۴۹۹) زوال تا غروبِ آفتاب: اس وقت رمی کرنا افضل ہے۔غروب آفتاب تا طلوع صبح ۱۲ ذوالحجہ: اس وقت عذر ہوتو رمی بلا کراہت جائز ہے، بلا عذر اس وقت رمی کرنا مکروہ ہے۔اگر آج رمی نہ کرپایا تو بارہ کو گیارہ کی بھی رمی کرے گا اور تاخیر کی وجہ سے دَم دے گا۔

پانچواں اور چھٹا دن (۱۲، ۱۳ر ذوالحجہ)

۱۲ر ذوالحجہ کو بھی رمی وغیرہ کے احکام اور اوقات وہی ہیں، جو ۱۱ر ذوالحجہ کے ہیں، البتہ اگر ۱۳ر ذوالحجہ کے قیام کا ارادہ نہ ہو تو بہتر ہے کہ آج رمی کرکے غروبِ آفتاب سے پہلے ہی حدودِ منیٰ سے باہر نکل جائے، اگر ۱۳ر ذوالحجہ کی صبح منیٰ میں طلوع ہوگئی تو ۱۳ر ذوالحجہ کو بھی رمی کرنی واجب ہوگئی اور رمی کئے بغیر نکل جائے تو دَم دینا ہوگا، یہ امام ابوحنیفہؒ کے مسلک پر ہے، دوسرے فقہاء کے نزدیک منیٰ میں آفتاب غروب ہوگیا تو اب منیٰ سے نکلنا مکروہ ہے اور ۱۳ر ذوالحجہ کی رمی واجب ہے، اس لئے جو لوگ تیرہ کو رمی کے لئے رُکنا نہیں چاہتے ہوں وہ بارہ کو غروبِ آفتاب سے پہلے ہی نکل جائیں، ان کے لئے ۱۳ر ذوالحجہ کو منیٰ میں رُکنا ضروری نہیں، رُک کر رمی کرلے تو زیادہ بہتر ہے اور ثواب ہے، حنفیہ کے نزدیک اگر کوئی شخص تیرہ کو رُک گیا تو اس دن زوالِ آفتاب سے پہلے بھی رمی کرسکتا ہے۔

طوافِ وداع

"وداع" کے معنی رخصت ہونے کے ہیں، گویا یہ طواف، بیت اللہ شریف سے فراق اور رخصتی کا ہے، جو لوگ حدودِ میقات سے باہر کے رہنے والے ہوں ان کے لئے حج کے بعد "طوافِ وداع" واجب ہے، اس کو "طوافِ صدر" بھی کہتے ہیں، عمرہ کرنے والے پر یہ طواف نہیں ہے۔ (فتح القدیر: ۲ر ۵۰۴)

طوافِ وداع کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے، تکمیل حج کے بعد کبھی بھی

کیا جاسکتا ہے، بہتر ہے کہ مکہ سے رخصت ہوتے ہوئے آخر میں طوافِ وداع کرے، اس طواف میں سعی نہیں، کعبۃ اللہ کے ساتھ چکر لگائے، اس کے بعد طواف کی دو رکعتیں پڑھ لے، پھر سیر ہو کر زم زم پیئے، حجراسود اور کعبۃ اللہ کے دروازہ کا درمیانی حصہ "ملتزم" کہلاتا ہے، یہ دُعاء کی قبولیت کی جگہ ہے، یہاں آکر اپنا چہرہ اور سینہ دیوار سے لگاکر خوب گریہ وزاری کے ساتھ دُعا کرے اور بیت اللہ سے فراق میں حزین وغمگین مسجد حرام سے باہر آئے؛ بلکہ کوشش کرے کہ گنہگار آنکھوں سے حسرت وافسوس کے چند آنسو بھی ٹپک جائیں۔ (ہدایہ مع الفتح: ۲ر ۵۱۰)

عورتیں اگر حیض کی حالت میں ہوں تو طوافِ وداع معاف ہے، طوافِ زیارت ہی ان کے لئے کافی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو رضائے الٰہی کے لیے حج کرے جس میں نہ کوئی بیہودہ بات ہو اور نہ کسی گناہ کا ارتکاب ہو تو وہ ایسے لوٹے گا جیسے اس کی ماں نے ابھی جنا ہو۔" (مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر 2507)

حج اور اتحادِ امت

از: مولانا محمد اسرار الحق قاسمی رحمۃ اللہ علیہ
سابق ایم پی کشن گنج

اسلام میں اجتماعیت پر بڑا زور دیا گیا ہے،اس سلسلے میں قرآن کریم کی واضح آیات بھی موجود ہیں اور روشن احادیث بھی،اسی طرح مسلمانوں کے درمیان اجتماعیت قائم کرنے کے لیے عملی نظام بھی موجود ہے۔قرآن میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اِنَّمَا المؤمِنُونَ اِخوَۃ“ (تمام مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں)

اللہ رب العزت اجتماعیت کی مدد فرماتے ہیں۔”یَدُ اللہِ عَلَی الجماعَۃِ“۔اسلام میں بہت سی عبادتوں کو ایک ساتھ ادا کرنے کا حکم کیا گیا ہے،تاکہ مسلمانوں کے درمیان اجتماعیت واخوت قائم رہے۔اس پر سوال ہوتا ہے کہ اسلام میں اجتماعیت پر اس قدر زور کیوں دیا گیا ہے؟ کیوں مسلمانوں کو اپنی صفوں میں اتحاد قائم کرنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے؟ دراصل اتحاد واجتماعیت کسی بھی قوم کی بقا کے لیے ضروری ہے۔قومیں باہم جس قدر متحد اور مجتمع ہوتی ہیں،اُسی قدر وہ بااثر اور ناقابل تسخیر خیال کی جاتی ہیں۔اس کے برعکس جو اقوام وملل باہم اختلافات کی شکار ہوجاتی ہیں،ان کا وجود خطرے میں پڑ جاتا ہے،ان کے لیے اپنی شناخت وتشخص کو بچا پانا مشکل ہوجاتا ہے۔کوئی قوم افراد کے اعتبار سے خواہ چھوٹی ہو؛لیکن اگر وہ متحد ہے تو اس کے مستقبل کے تابناک ہونے کے امکانات روشن رہتے ہیں۔مسلمانوں کی تاریخ میں اس کی روشن مثالیں موجود

ہیں۔رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی تعداد بڑی قلیل تھی؛لیکن وہ باہم متحد تھے، تو اس چھوٹی سی تعداد نے بڑے بڑے معرکوں کو سر کیا۔تاریخ اسلام گواہ ہے کہ خلفائے راشدین کے دور میں اسلام دنیا کے دور دراز کے علاقوں وملکوں میں پہنچ گیا،مختلف ممالک ایک کے بعد ایک مسلمانوں کے زیرِ نگیں آتے چلے گئے اور دنیا کی بڑی بڑی قومیں مسلمانوں کے سامنے بکھر کر رہ گئیں؛لیکن جب مسلمانوں میں اخوت وبھائی چارگی نہ رہی،وہ باہم لڑنے لگے،اپنے اپنے مفادات کے لیے اپنے ہی بھائیوں پر حملہ آور ہونے لگے تو دنیا سے مسلمانوں کا دبدبہ ختم ہوگیا اور چھوٹی چھوٹی قومیں بھی انھیں لقمۂ تر سمجھنے لگیں۔

آج صورتِ حال یہ ہے کہ مسلمانوں کے پاس پچاس سے زیادہ ممالک ومملکتیں ہیں۔دنیا میں ان کی تعداد سوا ارب سے بھی زائد ہے،مسلمانوں کے متعدد ممالک میں پٹرول،ڈیزل،تیل وگیس کے ذخائر موجود ہیں اور ان کے پاس پُرتعیش زندگی گزارنے کے لیے وافر مقدار میں وسائل وذرائع ہیں،مگر اس کے باوجود دنیا کے منظرنامے پر ان کا کوئی اثر ورسوخ نہیں ہے،نہ صرف دنیا کی بڑی قومیں؛ بلکہ چھوٹی چھوٹی قومیں بھی ان کا محاصرہ کرنے پر کمربستہ نظر آتی ہیں اور اُن پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کی کوششیں کرتی ہیں۔مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لیے آئے دن اسلام پر بے ہودہ الزامات لگائے جاتے ہیں اور کبھی قرآن کو تو کبھی پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو نشانہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے،تاکہ مسلمانوں کو تکلیف پہنچے،وہ مشتعل ہوں اور پھر ان کو جانی ومالی نقصان سے دوچار کیا جائے مسلمانوں کی یہ

دُرگت اس لیے ہوئی کہ وہ باہم متحد نہیں ہیں، چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بنٹ گئے ہیں۔ کہیں برادریوں کے نام پر ان کے درمیان فاصلے قائم ہیں، کہیں مسلک کے نام پر ان کے مابین دوریاں پائی جاتی ہیں اور کہیں علاقائیت کے نام پر باہم دست وگریباں ہیں۔اس فرقہ بندی نے مسلمانوں کے شیرازے کو بری طرح متاثر کیا ہے۔

یہ زمانہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا ہے۔ہر قوم دنیا پر اپنی بالادستی قائم کرنے کے لیے کوشاں ہے، اسی لیے آگے بڑھنے اور دوسری قوموں کو پیچھے چھوڑنے کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے اختیار کیے جا رہے ہیں، وہ قومیں جو صدیوں سے منتشر چلی آرہی تھیں، وہ اب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اپنی طاقت میں اضافہ کر رہی ہیں، مگر مسلمان ہنوز منتشر ہیں۔علامہ اقبال نے اس کا نقشہ کچھ اس طرح کھینچا ہے

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

صدیوں سے مسلمانوں کے درمیان جاری اختلافات کے خطرناک نتائج نے یہ

ثابت کر دیا ہے کہ جب تک مسلمان اپنی صفوں میں اتحاد و اجتماعیت قائم نہیں کریں گے، رُسوائی اور پسماندگی کی بیڑیاں ان کے پیروں میں پڑی رہیں گی؛ حالانکہ برسہا برس سے جاری مسلمانوں کے درمیان قائم اختلافات کا ختم ہونا بہ ظاہر آسان نظر نہیں آتا اور اس سلسلے میں کی جانے والی تدبیروں کے کارگر ہونے کے مضبوط امکانات بھی دکھائی نہیں دیتے، مگر حقیقت یہ ہے کہ اگر مسلمان اپنے آپ کو اسلام کا پابند بنا لیں اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں، نیز اسلامی نظام کو اپنے درمیان اخلاص و جذبات کے ساتھ قائم کریں تو مضبوط اتحاد اور یگانگت ان کے مابین آسانی کے ساتھ قائم ہو جائے گی۔

اسلام میں عبادات پر خاص توجہ دی گئی ہے۔اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے چار کا تعلق براہِ راست عبادت سے ہے۔قرآن میں انسان کی پیدائش کا مقصد بھی عبادتِ الٰہی بیان کیا گیا ہے۔فرمایا گیا: وَمَاخلقتُ الجنَّ وَالانسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن۔اگر مسلمان خلوصِ نیت کے ساتھ عبادت کریں اور عبادت کے تقاضوں ومطالبوں کو پورا کریں تو ان کے درمیان اجتماعیت قائم ہو جائے گی۔مثال کے طور پر پانچ وقت کی نمازیں مسلمانوں پر فرض کی گئی ہیں؛ لیکن ان نمازوں کو اجتماعیت کے ساتھ ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔دن رات میں پانچ بار ایک ہی وقت میں مسجد میں جمع ہونا، پھر ایک ہی ساتھ کاندھے سے کاندھا ملانا، ایک ہی ساتھ رکوع وسجود کرنا، اٹھنا اور بیٹھنا آپسی بھائی چارے کے لیے بڑا مؤثر ہے۔محلہ کی سطح پر اتحاد کے قیام کے بعد اس کے دائرے کو مزید اس طرح پھیلایا گیا ہے کہ ہفتے میں ایک بار جمعہ کی نماز فرض کی گئی ہے اور اس نماز کو شہر کی جامع مسجد میں ادا کرنا زیادہ بہتر قرار دیا گیا۔شہر کی جامع

مسجد کا انتخاب اس لیے کیا گیا ہے؛ تاکہ پورے شہر کے لوگ کم از کم ہفتے میں ایک بار جامع مسجد میں جمع ہوجایا کریں اور ایک ساتھ بارگاہِ الٰہی میں سربسجود ہوجایا کریں۔یقینا یہ عمل بھی مسلمانوں کے درمیان اتحاد کے قیام کے لیے بڑا موٴثر ہے۔سال میں دو مرتبہ عیدین کے مواقع پر دوگانہ نماز کی ادائیگی کے لیے عیدگاہ کا انتخاب اس لیے بھی بہترین ہے کہ وہاں نہ صرف ایک قصبے یا شہر کے لوگ جمع ہوں، بلکہ قرب وجوار کی بستیوں وگاؤں کے مسلمان بھی اکٹھے ہوں، ایک ساتھ اللہ سامنے کھڑے ہوں، آپس میں کاندھے سے کاندھا ملائیں۔اس موقع پر ایک دوسرے کو مبارکباد بھی پیش کریں اور ایک دوسرے کے احوال سے بھی واقف ہوں۔

عالمی سطح پر مسلمانوں کے درمیان اتحاد واجتماعیت قائم کرنے کے لیے باری تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے ایک بڑے اور بین الاقوامی اجتماع کا موقع حج کی شکل میں عنایت فرمایا۔صاحب استطاعت افراد کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے اپنے ملکوں وخطوں سے سفر کریں، بیت اللہ میں جمع ہوں جو امن وسلامتی کا مرکز ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حج کے ایام میں ہر خطے اور ہر ملک کے مسلمان بیت اللہ شریف میں مجتمع ہوتے ہیں اور مخصوص دنوں میں طواف کرتے ہیں، ارکانِ حج ادا کرتے ہیں، منیٰ میں جاتے ہیں، کوہِ صفا اور مروا پر دوڑ لگاتے ہیں۔اسی اثنا میں انھیں ایک دوسرے کے ساتھ گفت وشنید اور باہم متعارف ہونے کا موقع بھی ملتا ہے۔ان کے لیے اس بات کا موقع ہوتا ہے کہ وہ اپنے علاقوں کے حالات و واقعات ایک دوسرے کو بتاسکیں، ایک دوسرے کے مشورے حاصل کرسکیں۔ساتھ ہی اس عظیم اجتماع سے یہ پیغام بھی ملتا ہے کہ پوری دنیا

کے مسلمان اللہ کے دربار میں برابر ہیں۔وہاں نہ کوئی چھوٹا ہے، نہ بڑا؛ سب کو ایک ہی جیسے اعمال کرنے ہیں سب کو لَبَّیک اَللّٰھُمَّ لَبَّیْک کی صدائیں بلند کرنی ہیں، سب کو احرام باندھنا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

حج اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمان پورے اخلاص کے ساتھ اللہ کے آگے اپنے آپ کو جھکادیں اور پورے طور پر اللہ کی اطاعت کریں۔حج اس بات کا بھی تقاضہ کرتا ہے کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو کمتر یا حقیر نہ سمجھے۔کوئی یہ خیال نہ کرے کہ وہ بڑا ہے یا امیر ہے، عہدیدار ہے یا شہرت یافتہ ہے اور دوسرا چھوٹا ہے یا غریب ہے یا عام آدمی ہے۔جب انسان اپنے ذہن کو پاک صاف کرلے گا اور اپنی بڑائی کے خیال کو قلب سے نکال پھینکے گا تو مسلمان ایک دوسرے کے قریب آجائیں گے۔اتحاد واجتماعیت کا جو ثبوت حجاجِ کرام حج کے موقع پر دیتے ہیں، وہی ثبوت اگر وہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر دیں تو مثبت اثرات ظاہر ہوں گے، اسی طرح جو باتیں وہ دورانِ حج سیکھتے ہیں، اگر اپنے اپنے خطوں وسوسائٹیوں میں جا کر دوسرے مسلمانوں کو بھی سکھائیں تو حج کی افادیت کا دائرہ پوری دنیا کے مسلمانوں پر پھیل جائے گا۔افسوس! مسلمان حج کے ماحول کو اپنے وطن واپس لوٹ کر قائم نہیں رکھ پاتے اور اس پیغام کو عام نہیں کر پاتے جو انھیں دورانِ حج حاصل ہوتا ہے۔حج کرنے والے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ حج کرنے کے بعد حاجی ایسا ہوجاتا ہے جیسے وہ اپنی ماں کے پیٹ سے

ابھی پیدا ہوا ہے، یعنی اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور وہ پاک صاف مسلمان بن جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ خدا کا جو بندہ اس مقام پر فائز ہو جائے، اس کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ وہ عوام الناس کے درمیان ایک پکا سچا مسلمان ہونے کا ثبوت بھی دے؛ تاکہ دوسرے مسلمانوں کے لیے بھی اس کی شخصیت مفید و مؤثر ثابت ہو۔ مسلمانوں کی اکثر سوسائٹیوں میں ان لوگوں کی اچھی خاصی تعداد پائی جاتی ہے جو حج کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ اگر تمام حجاج کرام لوگوں کے سامنے اسلام کی باتیں کریں گے اور جو تربیت انھوں نے حج کے دوران حاصل کی ہے، اُسے لوگوں میں تقسیم کریں گے تو سماج اور افراد کی اصلاح کا موثر سامان فراہم ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر وہ اپنے اپنے علاقے کے مسلمانوں کو اتحاد کی دعوت دیں گے اور اسے اپنا مشن بنائیں گے تو اس کے مثبت اور بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔ کاش! حجاجِ کرام حج کے اس پیغام کو سمجھیں، اسے عام کرنے پر کمربستہ ہوں اور اپنی کوششوں کو وقت کی ضرورت کے مطابق مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اجتماعیت قائم کر کے انھیں بحیثیت ایک امت وملت تقویت پہنچانے کا کام کریں۔

حج بیت اللہ کے موقع پر مسلمانوں کے درمیان عالمی اتحاد بھی ممکن ہے؛ اس لیے کہ ساری دنیا کے مسلمان وہاں جمع ہوتے ہیں، پھر ہر مسلمان بیت اللہ کا احترام بھی کرتا ہے۔ وہاں اگر وسیع پیمانہ پر اتحاد و اجتماعیت کی بات کی جائے تو موثر ثابت ہوگی۔ اس وقت عالمی اتحاد کی ضرورت بھی ہے؛ کیونکہ مسلم ممالک کے مابین جس طرح کا اتحاد ہونا چاہیے، وہ نظر نہیں آتا۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ تنظیمیں اس طرح کی موجود ہیں جن سے یہ

ظاہر یہ پتہ چلتا ہے کہ مسلم ملکوں میں اتحاد ہے؛ لیکن جب اس اتحاد کی عملی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو یہ ممالک اپنی اپنی رائے کے ساتھ الگ تھلگ نظر آتے ہیں۔ اگر کسی مسلم ملک میں حالات خراب ہیں تو یہ اس کا تعاون بھی کرتے ہوئے دکھائی نہیں دیتے۔ ایسے ہی کسی ملک میں مسلمانوں کو ستایا اور دبایا جاتا ہے اور ان کے ساتھ ظلم وناانصافی ہوتی ہے تب بھی وہ ہونٹوں سلے رہتے ہیں؛ حالاں کہ بحیثیت مسلم سارے مسلمانوں اور مسلم ملکوں کو دوسرے مقامات کے مسلمانوں کی بھی فکر ہونی چاہیے۔ اتحاد اور باہمی روابط نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے مالدار ممالک ان مسلم ملکوں کا تعاون بھی نہیں کر پاتے، جہاں غربت پائی جاتی ہے اور جہاں کے لوگ بڑی مفلوک الحالی میں زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں؛ جب کہ ہونا یہ چاہیے کہ ایسے غریب ممالک اور مسلمانوں کی مالی امداد کی جانی چاہیے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر وسیع پیمانہ پر مسلمانوں کے مابین اتحاد واتفاق کی کوئی کوشش موثر ثابت نہ ہوئی تو آنے والے وقت میں مسلمان اور پیچھے ہو جائیں گے اور طرح طرح کے مسائل میں مزید گھر جائیں گے۔ حج بیت اللہ کے پیغام سے تمام عالم کے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔

اپیل وگذارش

جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار جس کی بنیاد بیادگار شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ ۲۸؍شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۹؍ دسمبر ۱۹۹۷ء بروز منگل زیر سرپرستی فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی قدس سرہ العزیز رکھی گئی ، الحمد للہ اکابر علماء کرام اور بزرگان دین کی دعاء نیم شبی اور توجہات کی بدولت آج یہ ادارا اس قلیل مدت میں شمالی بہار کا مثالی ادارہ بن چکا ہے۔ الحمد للہ جامعہ کی طرف روز اول ہی سے مقتدر اکابر علماء اور صلحاء عظام کا رجوع رہا ہے، اور ان ہی اکابر کی دعائیں ہیں کہ ادارہ نے اس قلیل عرصہ میں تعلیمی اور تعمیری ہر دو سمت میں ایسی محیر العقول ترقی کی ہے کہ کوئی بھی اس کا کھلی آنکھوں مشاہدہ کر سکتا ہے۔

مدرسہ کی ابتداء سے اب تک تقریباً ایک ہزار سے زائد حفاظ کرام بحمداللہ جامعہ سے تکمیل حفظ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں، ادارہ میں کوئی مستقل آمدنی کا ذریعہ نہیں بس توکل علی اللہ اور آپ مخلصین ومحبین کے حسن تعاون سے ادارہ کی جملہ ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ فی الوقت بھی جامعہ میں ۴۶۴؍طلبہ ہاسٹل میں مقیم ہیں، جن کی جملہ ضروریات کی کفالت جامعہ کرتا ہے۔

طلبہ کے لئے ڈائننگ ہال اور ایک بڑے جنریٹر کی کئی سالوں سے بہت کمی محسوس کی جارہی ہے، ساتھ ہی جامعہ کی مسجد اسعد کے صحن کا کام اس وقت جاری ہے، جس پر بڑا صرفہ ہے۔

اس لئے تمام مخیرین ومحبین جامعہ سے درخواست ہے کہ جامعہ کو اپنی مخصوص دعاؤں میں یاد رکھیں اور جہاں تک ممکن ہو سکے دامے درمے ضرور تعاون فرمائیں۔

رب کریم آپ تمام محبین و متعلقین کو اپنی شایان شان بے حد جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

محمد غیاث الدین قاسمی

بانی ومہتمم جامعہ حسینیہ مدنی نگر فرینگوڑا کشن گنج بہار